© rasailojaraid.com

علم الجرح والتعدیل کا مفہوم، مشروعیت اور اس کی اہمیت

ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری*

The acceptance and non acceptance of hadith depend on علم الجرح والتعدیل without this standard/knowledge the quality of hadith cannot be measured realising the importance of this knowledge the scholars of Islam devoted their lives for it. In this article we have highlighted the cruse of علم الجرح والتعدیل and its importance.

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ، آپ کے اقوال و افعال، محاورات و معمولات، خصائص و خصائل اور اسوہ حسنہ کو علمائے اسلام کی رفیع المرتبت ہستیوں نے جس جانفشانی اور تقدس سے محفوظ و مدون کیا رہتی دنیا تک اس کی نظیر نہیں ملتی، اور یہ وہ دور تھا جبکہ تصنیف و تالیف کا آغاز ہی ہوا تھا۔ انہوں نے رواۃ احادیث و آثار کے حالات زندگی کو قلمبند کیا۔ یہ شرف حدیث نبوی کی عظمت کی بنا پر حاصل ہوا، محدثین کرام نے اس کام میں اپنی عمریں صرف کیں اور رحلات کے ذریعے ایک ایک شہر کے راویوں سے ان کے متعلق ہر قسم کے حالات معلوم کیے انہی تحقیقات کے ذریعہ سے علم اسماء الرجال کا ایک عظیم الشان فن ایجاد ہوا۔

اس علم کی عظمت کا اعتراف مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر سپرنگر نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گزری اور نہ آج موجود ہے۔ جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت پانچ لاکھ مسلمانوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔(۱)

علم اسماء الرجال میں سے علم جرح و تعدیل نے الگ ایک علم کی حیثیت اختیار کی جس پر حدیث نبوی کی قبولیت اور عدم قبولیت کا انحصار ہے کیونکہ حدیث کے دو حصے سند اور متن ہوتے ہیں۔ سند راویوں کا وہ سلسلہ ہے جو الفاظ سے قبل ہوتا ہے۔ اسی پر حدیث کا مدار ہوتا ہے اگر اس حصے کی معرفت نہ ہو تو حدیث کی صحت جانچی نہیں جا سکتی ہے۔ اسی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام ابن مدینی (۲۳۴ھ) فرماتے ہیں۔

''التفقه فی معانی الحدیث نصف العلم و معرفة الرجال نصف العلم''(۲)

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث کے مفہوم کو سمجھنا نصف علم ہے اور معرفت رجال نصف علم ہے۔

علم جرح و تعدیل کا تعلق نہ صرف حدیث سے ہے بلکہ سیرت مطہرہ سے بھی اس کا گہرہ واسطہ ہے۔ اس لیے کہ سیرت کا بہت بڑا حصہ کتب احادیث میں محفوظ ہے جس سے استفادہ کے لیے علم جرح و تعدیل سے کماحقہ واقفیت از حد ضروری ہے کیونکہ سیرت کا صحیح اور مستند بیان اس کے بغیر ممکن نہیں دوسرا یہ کہ کتب سیرت میں موجود روایات سیرت کی بھی جانچ پرکھ کے لیے علم جرح و تعدیل ہی واحد ذریعہ ہے جس کی بدولت سیرت طیبہ پر نئے اسلوب اور تحقیق کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں کام آگے بڑھا ہے۔

محدثین کی جدوجہد اور ان کی محنت کے نتیجہ سے اصول و جرح وضع ہوئے بعد ازاں دیگر علوم و فنون میں بھی انہی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

لغوی مفہوم:

لفظ جَرْح، جَرَحَ، یَجْرَحُ کا مصدر ہے۔ جس کا معنی ہے "**أثر داء فی الجلد المجروح**" زخمی جلد پر بیماری کا نشان۔ (۳)

لغت میں جرح کے درج ذیل معانی آتے ہیں۔

1- زخمی کرنا، مثلاً شاعر کہتا ہے:

جراحات السنان لها التیام **و لا یلتام ما جرح اللسان** (۴)

(نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں بھرتے)

حدیث شریف میں ہے:

((**العجماء جرحها جبار**))(۵) (حیوانوں کا زخم رائیگاں ہے)

اسی لئے زخموں کا علاج کرنے والے، ان کو چیرنے پھاڑنے والے کو جراح (Sergeon) کہتے ہیں۔

2- عیب لگانا' مرتبہ گھانا۔ کہا جاتا ہے۔ "**جرح الشهادة**" (۶) (اس نے گواہی پر عیب لگا دیا یعنی باطل کر دی)۔ ابن منظور رقمطراز ہیں:

ویقال جرح الحاکم الشاهد إذا عثر منه علی ما تسقط به عدالته من کذب وغیره(۷)

کہا جاتا ہے کہ حاکم نے گواہ پر جرح کی جب حاکم کو اس (گواہ) کے بارے میں کسی امر کی اطلاع ملی ہو جس سے اس کی عدالت ساقط ہو جائے مثلاً جھوٹ وغیرہ

3- کمانا ارتکاب کرنا، کہا جاتا ہے "**ماله جارحة أی ما له کاسب**" (۸) (اس کا کمانے والا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوئی نہیں ہے۔)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وهو الذی یتوفا کم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار﴾(۹)

(وہی ذات ہے جو تمہیں رات کو فوت کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو تم دن کو کماتے ہو۔)

مؤخر الذکر معنی کے علاوہ لفظ 'جرح' کے پہلے دو معانی عرفی اور اصطلاحی مفہوم کے قریب تر ہیں ،یعنی کسی شخص کے عیب اور اس کے نقائص بیان کرنے کو جرح کہتے ہیں۔ اصطلاح محدثین میں جرح سے مراد "**هو ظهور وصف فی الراوی یثلم عدالته أویخل حفظه و ضبطه**"(۱۰) راوی کے ایسے وصف ظاہر ہونا ہے جس سے اس کی عدالت میں نقص پیدا ہو یا جس سے اس کے حافظہ اور یادداشت میں خرابی پیدا ہو۔

جبکہ لفظ تعدیل' عدل سے مشتق (Derived) ہے جو کہ ظلم کی ضد ہے اور درج ذیل معانی کا مفہوم دیتا ہے۔

1- سیدھا کرنا' برابری کرنا: کہا جاتا ہے: "**عدل السهم**" (۱۱) (اس نے تیر کو سیدھا کیا)۔ نیز "**عدل بین الشیئین**"(۱۲)

(اس نے دو چیزوں کے درمیان برابری کی)

2- معتبر یا عادل قرار دینا: کہا جاتا ہے "**عدل الشاهد**" (۱۳) (اس نے گواہ کو معتبر جانا)

3- انصاف کرنا: کہا جاتا ہے:"**عدل الحاکم فی الحکم**" (۱۴) (حاکم نے حکم میں انصاف کیا۔)

گویا عدل سے مراد کسی شے کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا ہے، اور تعدیل کا معنی ہوگا۔ کسی کو معتبر یا عادل قرار دینا۔ کیونکہ عدالت کا معنی ہے:

> **"التزام العدل' والعدل هو القیام بالفرائض و اجتناب المحارم و الضبط لماروی و أخبر به فقط"** (۱۵)
>
> عدالت' عدل کو ضروری قرار دینا ہے اور عدل سے مراد فرائض کا قیام اور حرام اشیاء سے اجتناب کرنا ہے۔ اور جو بات روایت کرے اور اس کی خبر دے اسے اچھی طرح یاد رکھنا ہے۔

اصطلاحی مفہوم

© rasailojaraid.com
An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

☆ امام حاکم اور خطیب بغدادی نے اس علم کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

''علم جرح وتعدیل وہ علم ہے، جو خاص الفاظ کے ذریعے راویوں کی عدالت وثقاہت یا ان کے عیب وضعف سے بحث کرتا ہے''۔(۱۶)

☆ نواب صدیق حسن قنوجی رقمطراز ہیں:

''علم جرح وتعدیل وہ علم ہے، جس میں راویوں کی جرح اور ان کی تعدیل پر مخصوص الفاظ سے بحث کی جائے اور الفاظ کے اس فرق کی بنیاد پر ان کے مراتب وضع کئے جائیں۔''(۱۷)

☆ بعض محدثین کے نزدیک رواۃ (حدیث) کو ایسی صفت سے متصف کرنے کو جرح کہا جاتا ہے جس سے ان کی روایت کمزور یا مردود ہو جائے۔ ایسی صفات سے متصف کرنے کو تعدیل کہتے ہیں جن سے ان کی روایت قابل قبول ہو۔(۱۸)

☆ بعض کے نزدیک

''هو علم يبحث فيه عن جرح الرواة و تعديلهم بألفاظ مخصوصة و عن مراتب تلك الألفاظ''(۱۹)

علم جرح وتعدیل ایسے علم کو کہا جاتا ہے جس میں روایان حدیث پر بحیثیت قبول ورد، مخصوص الفاظ کے ذریعہ گفتگو کی جائے اور ان الفاظ کے مراتب پر بحث کی جائے۔

علم الجرح والتعدیل کی شرعی حیثیت

تعدیل معتبر یا عادل قرار دینا ہے ظاہر ہے کہ تحقیق کے بعد کسی راوی کو عادل قرار دینا ایک قسم کی راوی کی مدح وثنا ہے جس کے جواز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے البتہ جرح کسی کے عیوب کو ظاہر کرنا جس کی بدولت اس کی روایت یا گواہی کو رد کر دیا جاتا ہے۔ جرح بظاہر ایک غیبت اور برائی ہے جسے شریعت عام انسانوں کے لیے سختی سے ناپسند کرتی ہے چہ جائیکہ اہل علم کی زبان سے ہو اور وہ بھی اہل علم کے متعلق ہو مگر چونکہ اس کا مقصد دین واحکام کی حفاظت کرنا ہے اس لیے اس کا اظہار کرنا ناگزیر ہے اس کو غیبت میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ میں اس علم کے جواز ہونے پر بے شمار دلائل ہیں۔ درج ذیل سطور میں از روئے قرآن، سنت نبوی اور عمل صحابہؓ کی روشنی میں ان دلائل کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

نقد رجال: قرآن کریم کی روشنی میں

© rasailojaraid.com
An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

قرآن کریم نے واقعات اور اخبار کی صحت کے بنیادی اصول دیے ہیں۔

پہلا اصول: کوئی واقعہ، خبر یا قول اس وقت تک صحیح قرار نہیں جب تک اس کے بارے میں مکمل تحقیق و تفتیش اور تثبیت نہ ہو۔

یہ اصول درج ذیل آیات کریمہ سے ملتا ہے۔

☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یـأیها الذین أمنوا إن جاء کم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین﴾(۲۰)

(اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔)

علامہ شوکانی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"والمراد من التبیین التعرف ومن التثبت الاناء وعدم العجلة والتبصر فی الأمر الواقع والخبر الوارد حتی یظهر" (۲۱)

(تبین سے مراد پہچان لینا، کھوج لگانا اور تثبت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جلد بازی سے گریز کیا جائے۔ خبر اور امر واقع میں بصیرت سے کام لینا، یہاں تک کہ حقیقت تک رسائی ہو جائے۔)

امام قرطبیؒ اس آیت کریمہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"فی هذه الایة دلیل علیٰ قبول خبر الواحد إذا کان عدلا لأنه إنما أمر فیها بالتثبت عند نقل خبر الفاسق"(۲۲)

اس آیت میں خبر واحد کی خبر کو قبول کرنے کی دلالت ہے جبکہ وہ عادل ہو کیونکہ فاسق کی خبر کے نقل کرنے میں توثیق کرنے کا حکم ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"ومن هنا امتنع طوائف من العلماء من قبول روایة مجهول الحال لإحتمال فسقه فی نفس الأمر وقبلها الآخرون لأنا أمرنا بالتثبت عند خبر الفاسق و هذا لیس بمحقق الفسق لأنه مجهول الحال" (۲۳)

(اس آیت سے دلیل لیتے ہوئے بعض علماء نے مجہول الحال (جس کا حال معلوم نہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو) کی روایت قبول کرنے کی ممانعت کی ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ یہ شخص حقیقت میں فاسق ہو جبکہ کچھ علماء نے ایسے شخص سے روایت لی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں فاسق کی خبر قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے اور جس کا حال معلوم نہیں اس کا فاسق ہونا واضح نہیں۔)

علاوہ ازیں اس آیت کریمہ کا شانِ نزول (۲۴) اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ جب تک پوری طرح تحقیق و تفتیش سے اصل حقیقت کی نقاب کشائی نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کی خبر پر اعتماد نہ کیا جائے۔

☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿**یأیھا الذین أمنوا إذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا و لا تقولوا لمن ألقیٰ إلیکم السلٰم لست مؤمناً**﴾(۲۵)

(اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کرو اور جو شخص تمہیں سلام کہے اس کو یہ نہ کہو تم مؤمن نہیں۔)

علامہ قرطبی اس آیت کریمہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"**والتبیین التثبت فی القتل واجب حضراً و سفراً ولا خلاف فیہ و إنما خص السفر بالذکر لأن الحادثۃ التی فیھا نزلت الآیۃ وقعت فی السفر**"(۲۶)

حضر اور سفر میں قتل کے بارے میں تحقیق کرنا واجب ہے، اس بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہاں تحقیق کر لینے کا حکم سفر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے لیکن سفر کی قید بیان واقعہ کے لئے ہے۔

یعنی یہ واقعہ جس کے متعلق آیت نازل ہوئی وہ سفر میں پیش آیا۔ ورنہ جس طرح تحقیق کا حکم سفر میں ہے۔ اسی طرح حضر میں بھی ضروری ہے۔

☆ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿**و إذا جاء ھم أمر من الأمن أو الخوف أذا عوا بہ ولو ردوہ إلیٰ الرسول وإلیٰ أولی الأمر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم** ......﴾(۲۷)

(اور جب انہیں امن یا خوف کی کوئی خبر ملتی ہے تو اسے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ اسے رسول اور اولی الأمر کے سپرد کر دیتے تو ان میں تحقیق کی صلاحیت رکھنے والے اس کی تہہ تک پہنچ جاتے۔)

© rasailojaraid.com
An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

حافظ ابن کثیر اس آیت کریمہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"انکار علی من یبادر إلیٰ الأمور قبل تحققها فیخبربها ویفشیها وینشرها وقد لا یکون لها صحة" (۲۸)

(اللہ تعالیٰ نے تحقیق کر لینے سے قبل جلدی سے کسی کام کی اطلاع دینے اور اسے آگے پھیلانے کو ناپسند فرمایا ہے اور کبھی کبھار وہ خبر درست نہیں ہوتی۔)

معلوم ہوا تحقیق کر لینے سے قبل کسی کام کی اطلاع دینا اور اسے آگے پھیلانے کو اللہ تعالیٰ نے نا پسند کیا ہے۔

☆ واقعہ افک (۲۹) کے بارے میں نازل ہونے والی آیت کریمہ: ﴿إن الذین جاوا بالأفك ...... ﴾(۳۰) سے اگلی آیت کریمہ ﴿ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خیراً وقالوا هذا إفك مبین﴾ (۳۱) (جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تو مؤمن مردوں اور عورتوں نے اپنے ہی جیسے مؤمن مردوں اور عورتوں کے بارے میں اچھا گمان کیوں نہیں کیا)۔ اور اسی مضمون سے متعلقہ آیت کریمہ ﴿إذ تلقونه بألسنتكم وتقولون بأفواهكم ما لیس لكم به علم و تحسبونه هینا وهو عندالله عظیم O لو لا إذ سمعتموه قلتم ما یكون لنا أن نتكلم بهذا سبحنك هذا بهتان عظیم﴾ (۳۲) (جب تم لوگ اس بہتان کو ایک دوسرے سے نقل کرتے تھے اور اپنی زبان پر ایسی بات لاتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تھا اور تم لوگ اسے ایک معمولی بات سمجھتے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی اور جب تم لوگوں نے یہ جھوٹی خبر سنی تو کیوں نہیں کہا ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ایسی بات کریں اے ہمارے رب تو تمام عیوب سے پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔)

واقعہ افک کے ضمن میں نازل ہونے والی آیات کریمہ میں مسلمانوں کو اخلاقی تربیت دی گئی ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کے بارے میں بغیر کسی تحقیق وتثبت کے برا گمان نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی بدطینت شخص ان میں سے کسی کے خلاف افتراء پردازی کرتا ہے۔ تو اس کی تصدیق نہیں کرنی چاہئے۔ اور یہ کہ کسی بھی خبر کو بغیر تحقیق کیے مان لینا یا اسے دوسروں تک پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے۔

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں قرآن حکیم نے واقعات اور اخبار کی صحت کا ایک اصول دیا ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ قبول اخبار و واقعات میں احتیاط، تحقیق وتفتیش سے کام لیا جائے اور کسی بات، خبر، واقعہ کو اس وقت تک قبول نہ کیا جائے جب تک وہ تحقیق کی کسوٹی پر پورا نہ اترتا ہو۔

دوسرا اصول: واقعات اور اخبار کی صحت کا دوسرا قرآنی اصول شرط عدالت سے متصف ہونا ہے۔ یعنی جو

© rasailojaraid.com
An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

شخص عادل (۳۳) ہو گا، اس کا قول یا نقل کردہ خبر یا واقعہ مسلّم ہوگا۔ قرآن کریم میں جہاں گواہی (Witness) کا ذکر ہوا ہے وہاں عادل ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فإذا بلغن أجلهن فأمسكوهن بمعروف أو فارقوهن بمعروف وأشهدوا ذوي عدل منكم﴾ (۳۴)

(پس جب مطلقہ عورتیں اپنی عدت کی انتہاء کو پہنچنے لگیں تو تم معروف طریقے سے انہیں روک لو یا انہیں خوش اسلوبی کے ساتھ جدا کر دو اور تم اپنے لوگوں سے دو عادل کو گواہ بنا لو۔)

ایک دوسری آیت کریمہ میں گواہوں کا عادل ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یأیها الذین أمنوا شهادة بینكم إذا حضر أحدكم الموت حین الوصیة اثنن ذوا عدل منكم ......﴾ (۳۵)

(اے ایمان والو! اگر تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ جائے تو وصیت کرتے وقت آپس میں گواہی کیلئے مسلمانوں میں سے دو عادل گواہ بنا لو۔)

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عادل شخص کی گواہی قابل قبول ہے جبکہ غیر عادل کی گواہی مردود ہے۔

انہی آیات کریمہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے امام مسلمؒ فرماتے ہیں:

"أن الواجب علیٰ كل أحد عرف التمییز بین صحیح الروایات و سقیمها وثقات الناقلین لها من المتهمین أن لا یروی منها إلا ما عرف صحة مخارجه والستارة فی ناقلیه و أن یتقی منها ما كان منها عن أهل التهم والمعاندین من أهل البدع" (۳۶)

(وہ شخص جو صحیح اور ضعیف روایات اور (حدیث کے) ثقہ اور متہم رواۃ کے مابین امتیاز کر سکتا ہے اس پر یہ واجب ہے کہ صرف وہ احادیث روایت کرے جس کا مخرج صحیح ہو اور اس کے ناقلین رواۃ جرح وغیرہ سے محفوظ ہوں اور ان احادیث کو نقل کرنے سے پرہیز کرے جو متہمین یا مبتدعین سے مروی ہوں۔)

© rasailojaraid.com
An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

اس کے بعد امام مسلمؒ مذکورہ بالا آیات سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فدل بما ذکرنا من هذه الآی أن خبر الفاسق ساقط غیر مقبول وأن شهادة غیر العدل مردودة" (۳۷)

(ہماری ذکر کردہ آیات میں اس بات کی دلیل ہے کہ فاسق کی خبر ساقط اور غیر مقبول ہے اس طرح غیر عادل کی گواہی مردود ہے۔)(۳۸)

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں قرآن حکیم نے واقعات اور اخبار کی صحت کیلئے درج ذیل اصول دیے ہیں:

-1 قبول اخبار و واقعات میں احتیاط اور تحقیق وتفتیش سے کام لیا جائے اور کوئی واقعہ، خبر اس وقت تک قبول نہ کی جائے جب تک وہ تحقیق کی کسوٹی پر پورا نہ اترتی ہو۔

-2 یہ کہ ناقلین ورواۃ صفت عدل سے متصف ہوں۔

نقد رجال: سنت مطہرہ کی روشنی میں

آپ ﷺ واقعات اور اخبار میں تثبت اور تحقیق سے کام لیا کرتے تھے مثلاً:

☆ واقعہ افک (۳۹) کے بارے میں آپ ﷺ نے ایک ماہ تک اس واقعہ کے تمام پہلو کا جائزہ لیا اور کوئی فیصلہ صادر نہیں فرمایا۔ یہاں تک آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ حقیقت حال معلوم ہوئی۔

☆ آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: **"إنی رأیت الهلال"** (میں نے چاند دیکھا ہے)۔ تو آپ ﷺ نے بغیر غور وخوض کیے فوراً اس کی بات کو نہیں مانا بلکہ فرمایا: **"أتشهد أن لا إله إلا الله؟"** (کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟) بدوی نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے مزید تسلی وتشفی اور اطمینان قلب کیلئے پوچھا: **"أتشهد أن محمداً رسول الله؟"** (کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟) اعرابی نے اثبات میں جواب دیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال لوگوں میں منادی کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔(۴۰) اس حدیث میں آپ ﷺ نے تحقیق وتفتیش کرنے کے بعد حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

((استأذن رجل علی رسول الله ﷺ فقال ائذنوا له بئس أخو العشیرة أو ابن العشیرة فلما دخل ألآن له الکلام قلت یا رسول الله ﷺ قلت الذی قلت ثم ألنت له الکلام قال أی عائشة إن شر الناس منزلة یوم القیامة من ترکه الناس أو ودعه الناس اتقاء فحشه)) (۴۱)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دی جائے۔ جب وہ شخص داخل ہوا تو آپ ﷺ نے نرم لب ولہجہ میں اس سے بات کی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فلاں فلاں بات کہی، پھر آپ ﷺ نے اس سے نرم لہجے میں کلام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ قیامت کے دن لوگوں میں سے سب برا مرتبہ اس شخص کا ہوگا جسے لوگ اس کی فحش گوئی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔)

خطیب بغدادی نے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے عادل ہونے یا نہ ہونے کا حکم لگاتے تھے۔(۴۲) اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"وھذا الحدیث أصل فی المداراۃ و فی جواز غیبۃ أھل الکفر والفسق وغیرھم"(۴۳)

(یہ حدیث مدارات اور کافر و فاسق کی غیبت کرنے کے جواز میں اصل و بنیاد ہے۔)

☆ حدیث فاطمہؓ بنت قیس (۴۴) میں ہے:

((أن معاویۃ بن ابی سفیان و أباجھم خطبانی فقال رسول اللہ ﷺ أما ابو جھم فلا یضع عصاہ عن عاتقہٖ و أما معاویۃ فصعلوك)) (۴۵)

(مجھے معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے شادی کا پیغام بھیجا ہے تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے ابوجہم تو ہمیشہ اپنے دست میں لاٹھی تھامے رکھتا ہے (یعنی عورتوں کو مارتا رہتا ہے) اور معاویہ نان ونفقہ سے خالی ہے (یعنی ضروریاتِ زندگی ادا نہیں کرسکتا)۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: **((إن عبداللہ رجل صالح))** (۴۶) (بے شک عبداللہ صالح آدمی ہیں)

ان احادیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ نے تحقیق وتثبت سے کام لیا۔ نیز آپ ﷺ کسی بھی شخص کے عادل یا غیر عادل ہونے کا حکم لگاتے تھے۔

نقد رجال میں صحابہ کرامؓ کا طرز عمل:

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کسی نے راوی کی میراث کے بارے میں سوال کیا تو کہنے لگے کتاب وسنت میں اس بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں ملا پھر لوگوں سے سوال کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ راوی کو چھٹا حصہ ملنا چاہیے کیونکہ آنحضرت سے ایسا ہی مروی ہے حضرت ابو بکرؓ نے اس پر گواہ

© rasailojaraid.com
An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

طلب کیا تو محمد بن مسلمہ نے اس کی گواہی دی۔(۴۷)

اسی طرح حضرت عمرؓ بھی احادیث کے سلسلہ میں محتاط واقع ہوئے تھے۔(۴۸) امام ذہبی ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "**وهو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل و ربما کان یتوقف فی خبر الواحد إذا ارتاب**" (۴۹) آپ ہی ہیں جنہوں نے نقل حدیث میں ثبوت کو محدثین کے لیے جاری کیا اور جب کبھی خبر واحد کے متعلق شک ہوتا تو توقف فرماتے۔حضرت علی جب کسی سے حدیث سنتے تو یقین کرنے کے لیے حلف لیتے تھے۔(۵۰)

صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ،حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ اپنے ساتھی صحابہ کرامؓ کو حدیث کے معاملے میں متہم نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ایسا صرف احتیاط کی غرض سے کرتے تھے۔

علم الجرح والتعدیل کا آغاز واہمیت

حدیث کے رواۃ جب تک صحابہ کرامؓ تھے اس فن کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ تمام صحابہ کرامؓ عادل،انصاف پسند، سچے اور حدیث میں انتہائی محتاط واقع ہوئے تھے۔

کبار تابعین بھی اپنے علم وتقویٰ کی روشنی میں ہر جگہ لائق قبول سمجھے جاتے تھے لیکن جب سے مختلف فتن کا ظہور ہوا، بدعات شروع ہوئیں جھوٹی احادیث وضع کی جانے لگیں تو اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ رواۃ کی جانچ پڑتال (Scrutiny) کی جائے۔

ان فتنوں کا آغاز پہلے کوفہ جہاں حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت علیؓ کے علمی مراکز تھے، وقوع پذیر ہوا حضرت علیؓ کے خلیفہ بنتے ہی مسلمانوں کا سیاسی اختلاف عراق میں امڈ آیا اور اس سیاسی گروہ بندی سے حضرت علیؓ کے حلقے میں بہت سے غلط قسم کے لوگ شامل ہو گئے جو آپ کی زندگی میں ان اختلافات کو دینی رنگ نہ دے سکے، تاہم آپ کی وفات کے بعد انہوں نے بے سروپا باتیں کہنا شروع کر دیں اور انہیں آپ کی طرف منسوب کیا اس ورطہ شبہات میں انہوں نے دین اسلام کے بنیادی تصور کو بدلنے کی بھر پور سعی لا حاصل کی۔اس وقت سے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ حدیث بیان کرنے والوں کے حالات کی چھان پھٹک کی جائے ان میں ثقہ اور کمزور' سچے اور جھوٹے' ضابط اور غافل، عادل اور فاسق کے مابین خط امتیاز کھینچا جائے کیونکہ دین اسلام کی عظمت تقاضا کرتی ہے کہ اس کا کوئی مسئلہ تحقیق وتنقیح کے بغیر نہ لیا جائے۔حضرات تابعین اور تبع تابعین نے قرآن، سنت نبوی اور عمل صحابہؓ کی روشنی میں رواۃ (حدیث) کی معرفت حاصل کی، ان کی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو محفوظ کیا، ان میں سے صادق، کاذب کے مابین امتیاز کیا۔اور اس میں انہوں نے کسی کی ملامت، رشتہ داری کا خیال نہیں رکھا اور اس کام کو کار ثواب

© rasailojaraid.com
An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

سمجھا اور سب کچھ انہوں نے اس لئے کیا وہ صحیح اور جھوٹی احادیث میں امتیاز کر سکیں تا کہ کوئی جھوٹا منافق یا ملحد شخص احادیث میں جھوٹ کی آمیزش نہ کر سکے۔ محدثین کرام نے حدیث کے حوالے سے رجال پر نقد و جرح کے اصول وضوابط مقرر کئے ہیں۔ اور تعدیل و تجریح رجال (Soundness of naraters) کے معیارات قائم کیے۔ خبر دینے والی کی ثقاہت اور غیر جانبداری (Authenticeity and natralety) اور اس کے انداز معروضیت (Objectivity) کے اصول متعارف کرائے علماء جرح وتعدیل نے اس علم کی ضرورت و اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے رواۃ حدیث کی جانچ پرکھ کا نہایت اہتمام کیا اور ان کے حالات کو باریک بینی میں اس انداز سے جمع کیا کہ ثقہ اور غیر ثقہ راویوں کے مابین امتیاز کر دیا۔

اس علم کی اہمیت کے پیش نظر امام ابن ابی حاتم رازی رقمطراز ہیں:

''کتاب اللہ اور سنت رسول کی معرفت کے لئے اس امر کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم ناقلین و راویان حدیث میں عادل و ثابت (پختہ) اور ثقہ راویوں اور غافل، کمزور حافظہ اور جھوٹے راویوں کے مابین امتیاز وفرق کر لیں چونکہ دین (اسلام) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے راویوں کے نقل کے ذریعہ سے ہی ہم تک پہنچا ہے لہٰذا اب ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم راویوں کے احوال و حالات کی آگاہی حاصل کریں۔'' (۵۱)

اس علم کی اہمیت کے پیش نظر محدثین کرام نے حدیث کی صحت اور اس کے ضعف کو ماننے کے لئے جہاں تحقیق وتثبت سے کام لیا اور حدیث کے لئے راویان حدیث کے احوال کو جاننے کے لئے علم جرح وتعدیل پر بھرپور کلام کیا۔　امام سخاوی فرماتے ہیں:

''وتکلم فی الرجال کما قاله الذهبی جماعة من الصحابة ثم من التابعین کالشعبی و ابن سیرین ولکنه فی التابعین بقلة لقلة الضعف فی متبوعیهم إذ أکثرهم صحابةؓ عدول و غیر الصحابة من المتبوعین أکثرهم ثقات ولا یقاد یوجد فی القرن الأول الذی انقرض فیه الصحابة و کبار التابعین ضعیف إلا الواحد بعد الواحد کا الحارث الأعور والمختار الکذاب'' (۵۲)

(امام ذہبی کے قول کے مطابق صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے رجال (حدیث) کے بارے میں کلام کیا ہے پھر تابعین میں سے شعبی، ابن سیرین نے کلام کیا ہے لیکن تابعین نے رجال کے بارے میں بہت کم کلام کیا ہے کیونکہ ان کے پیش

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کاروں میں ضعف قلیل تھا اکثر صحابہ کرامؓ عدول تھے اور غیر صحابہؓ میں سے اکثر لوگ ثقہ تھے۔ پہلی صدی ہجری میں جس میں صحابہ کرامؓ اور کبار تابعین اکا دکا ہی ضعیف راوی تھے مثلاً حارث الأعور اور مختار الکذاب۔)

امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں:

"ثم أخذ مسلكهم و استن بسنتهم و اهتدى بهديهم فيما استنوا من التيقظ في الروايات جماعة من أهل المدينة من سادات التابعين منهم سعيد بن المسيب والقاسم بن محمد بن ابى بكر (۵۳)و سالم بن عبدالله بن عمرؓ(۵۴) و على بن الحسين بن على(۵۵) و ابو سلمة بن عبد الرحمٰن بن عوف(۵۶) و عبيدالله بن عبدالله بن عقبه(۵۷) و خارجة بن زيد بن ثابت(۵۸) و عروه بن الزبير و ابوبكر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام((۵۹) و سليمان بن يسار(۶۰) فجدوا فى حفظ السنن والرحلة فيها والتفتيش عنها والتفقه فيها". (۶۱)

(صحابہ کرامؓ نے روایات کے نقل کرنے میں جو احتیاط برتی تھی وہی اہل مدینہ کے کبار تابعین نے اختیار کی ان میں سے سعید بن المسیب، قاسم بن محمد بن ابی بکر، سالم بن عبداللہ، علی بن الحسین بن علیؓ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ، خارجہ بن زید، عروۃ بن الزبیر، ابوبکر بن عبدالرحمان اور سلیمان بن یسار تھے جنہوں نے احادیث کی حفاظت کیلئے بہت کوشش کی اور اس میں تفقہ اور اس میں تحقیق و تثبیت کرنے کے لئے سفر کیے۔)

اس لئے محدثین کرام نے حضرت علیؓ کی وہی مرویات قابل اعتماد سمجھیں جو حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے تلامذہ کے واسطہ سے آئیں۔

حضرت مغیرةؒ بن شعبہ فرماتے ہیں:

"لم يكن يصدق على عليٍّ في الحديث منه إلا من أصحاب عبداللهؓ بن مسعود" (۶۲)

(حضرت علیؓ کی وہی احادیث قابل قبول سمجھی جاتی تھیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ سے منقول ہوں۔)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابو اسحٰق سبیعی فرماتے ہیں:

"**لما أحدثوا تلك الأشياء بعد عليؓ قال رجل من أصحاب عليؓ قاتلهم الله أى علم أفسدوا**"(۶۳)

(جب انہوں (بدعتیوں) نے حضرت علیؓ کے بعد ان بدعات کو پیدا کیا تو حضرت علیؓ کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا اللہ تعالیٰ انہیں (بدعتیوں) کو غارت کرے۔ انہوں نے کتنا علم (حضرت علیؓ کا) ضائع کر دیا۔)

امام ابن سیرین کہتے ہیں کہ جب یہ فتنہ برپا ہوا تو علماء کرام نے طے کیا: "**سموا لنا رجالكم فينظر إلىٰ أهل السنة فيؤخذ حديثهم و ينظر إلىٰ أهل البدع فلا يؤخذ حديثهم**"(۶۴) (تم اپنے رواۃ (حدیث) کے نام بتاؤ دیکھا جائے گا اہل سنت کون ہیں انہی کی احادیث لی جائیں گی اہل بدعت کا پتہ لگایا جائے گا اور ان کی احادیث نہیں لی جائیں گی۔)

امام شعبی کا قول ہے: "**والله لو أصبت تسعا وتسعين مرة و أخطات مرة لعدوا عليّ تلك الواحدة**" (۶۵) (بخدا اگر میں ننانوے مرتبہ بھی صحیح بات تک رسائی حاصل کرلوں اور صرف ایک بار مجھ سے غلطی سرزد ہو جائے تو وہ (حاسدین) میری اس غلطی ہی کو شمار کریں گے۔

امام ابن سیرین کا قول ہے: "**إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذونه**" (۶۶) (بیشک یہ علم (حدیث) دین ہے۔ لہٰذا جن لوگوں سے تم اسے اخذ کرتے ہو اس کے بارے میں غور و فکر سے کام لو۔)

امام شعبی فرماتے ہیں: "**حدثني الحارث الأعور الهمداني و كان كذابا**" (۶۷) (مجھے حارث الأعور الھمدانی نے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹا تھا۔)

ائمہ جرح وتعدیل:

جیسا کہ پہلے ہم معلوم کر آئے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کی ایک کثیر تعداد نے تثبت کے لیے جرح و تعدیل فرمائی ہے ویسے تو بڑے بڑے محدثین نے راویوں پر کلام کیا ہے لیکن جو حضرات اس موضوع پر زیادہ مشہور ہوئے اور جنہیں اس فن کا امام کہا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام شعبہ بن الحجاج (۱۲۰ھ)
۲۔ امام سفیان ثوری (۱۶۱ھ)
۳۔ امام مالک (۱۷۹ھ)
۴۔ امام عبداللہ بن مبارک (۱۸۱ھ)
۵۔ امام سفیان بن عیینہ (۱۹۷ھ)
۶۔ امام وکیع بن الجراح (۱۹۷ھ)
۷۔ امام یحیٰ بن سعید القطان (۱۹۸ھ)
۸۔ امام عبدالرحمٰن بن مھدی (۱۹۸ھ)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۹۔ امام یحییٰ بن معین (۲۲۳ھ) ۱۰۔ امام علی بن مدینی (۲۳۴ھ)

شروط جرح وتعدیل:

محدثین نے قبول تعدیل کے لیے چار شرائط لازمی قرار دی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ معدل (تعدیل کرنے والا) عادل ہو۔

۲۔ معدل بیدار مغز ہو۔

۳۔ معدل کو اسباب تعدیل سے واقفیت ہو۔

۴۔ معدل متقی ہو۔

جبکہ قبول جرح کی پانچ شرائط ہیں۔ اول الذکر پہلی تین شرائط وہی ہیں۔ (یعنی جارح (جرح بیان کرنے والا) عادل ہو، بیدار مغز ہو۔ اسباب جرح سے واقف ہو۔ دو مزید یہ ہیں۔

۱۔ جارح اسباب جرح کو بیان کرنے والا ہو۔

۲۔ جن ائمہ کی عدالت حد تواتر کو پہنچتی ہیں ان پر جرح غیر مقبول ہوگی۔

الغرض محدثین کرام نے اس فتنہ (وضع حدیث) کا قلع قمع کرنے میں جہاں حدیث کے قبول اور عدم قبول کے بارے میں "**علم الإسناد**" کو لازمی قرار دیا۔ اور راویان حدیث کو جانچنے کیلئے تحقیق و تثبت کی بنیاد ڈالی، وہاں "**علم اسماء الرجال**" اور "**علم الجرح والتعدیل**" جیسے عظیم الشان علوم بھی ایجاد کئے ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات وحواشی

(۱) ابن حجر، مقدمہ الإصابہ فی تمیز الصحابہ، ص:۱۳
(۲) مزی، تہذیب الکمال، ص:۱/۱۶۵
(۳) ابن الأثیر، النہایۃ فی غریب الحدیث، ص:۱/ ۲۵۵
(۴) الشافعی، دیوان الشافعی، ص:۵۱
(۵) ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الدیات، باب العجماء والمعدن والبئر جبار، حدیث نمبر ۴۵۹۳، ص:۶۴۹
(۶) البلیاوی، مصباح اللغات، ص: ۱۰۷
(۷) ابن منظور، لسان العرب، ص:۲/۴۲۲
(۸) لسان العرب، ص:۲/۴۲۲
(۹) الأنعام: ۶/۶۰
(۱۰) صبحی صالح، اصول الحدیث، ص:۲۶۰
(۱۱) لسان العرب، ص:۲/۴۲۲
(۱۲) البلیاوی، مصباح، ص: ۵۳۷
(۱۳) لسان العرب، ص:۱۱/۴۳۲، البلیاوی، مصباح، ص: ۵۳۷
(۱۴) لسان العرب، ص:۱۱/۴۳۱
(۱۵) ابن حزم، الإحکام، فی اصول الإحکام، ص:۱/ ۱۴۵
(۱۶) الخطیب، الکفایہ، ص:۱۰۱، ۱۸۱
(۱۷) القنوجی، أبجد العلوم، ص: ۲/۲۱۱
(۱۸) القنوجی، الحطۃ فی ذکر صحاح الستۃ، ص:۸۹
(۱۹) الرازی، مقدمہ کتاب الجرح والتعدیل، ص:۲
(۲۰) الحجرات: ۴۹/۶
(۲۱) الشوکانی، فتح القدیر، ص: ۵/۶۰
(۲۲) القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ص: ۱۶/۳۱۲
(۲۳) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ص:۴/ ۲۰۸
(۲۴) حارث خزاعی جب مسلمان ہوا تو اس نے آنحضرت ﷺ سے کہا اپنی قوم کے مسلمانوں کی زکوٰۃ جمع کر کے رکھوں گا۔ آپ کا نمائندہ آکر مجھ سے وہ مال وصول کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عتبہ بن ابی معیط کو اس کام کے لئے بھیجا۔ لیکن وہ راستہ سے ہی واپس آ گیا، اور آپ ﷺ کو کہہ دیا کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے، وہ جھوٹا تھا۔ اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، ابن کثیر، تفسیر القرآن، ص:۴/ ۲۰۹۔ امام بغوی نے اس آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں چند اور روایات بیان کی ہیں۔ البغوی، معالم التنزیل، ص:۱/ ۴۶۶
(۲۵) النساء: ۴/۹۴
(۲۶) الجامع لأحکام القرآن، ص: ۵/ ۳۳۸
(۲۷) النساء: ۴/۸۳
(۲۸) تفسیر القرآن العظیم، ص:۱/ ۵۲۹
(۲۹) منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی سلول نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کے خلاف افتراء پردازی کرتے ہوئے ان پر صفوان بن معطل انصاری کے ساتھ گناہ کا اتہام لگایا تھا۔ تفسیر القرآن العظیم،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ص:۳/۲۶۸، الخازن، تفسیر الخازن، ص:۳/۳۳۹

(۳۰) النور:۲۴/۱۱ (۳۱) النور:۲۴/۱۲ (۳۲) النور:۲۴/۱۵-۱۶

(۳۳) محدثین کی اصطلاح میں عادل کا مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو فرائض کو ادا کرتا ہو اور اوامر کو بجالاتا ہو اور نواہی سے پرہیز کرے، اور بے ہودہ گوئی سے تہی پہلو کرنے اور ایسے کاموں سے بچے، جس سے اس کا دین خراب ہوتا ہو اور نہ ہی مروت کیخلاف کوئی کام کرے۔ الخطیب، الکفایۃ، ص:۱۳۹

(۳۴) الطلاق:۶۵/۲ (۳۵) المائدۃ:۵/۱۰۶

(۳۶) مسلم، مقدمۃ الصحیح، **باب وجوب الرواية عن الثقات و ترك الكذابين**، ص:۷

(۳۷) مقدمۃ الصحیح، **باب وجوب الرواية عن الثقات و ترك الكذابين**، ص:۷

(۳۸) یہاں یہ اشکال کیا جا سکتا ہے کہ شہادت کی آیت کریمہ سے فاسق و فاجر کی خبر کو قبول نہ کرنے پر کیسے استدلال ہوسکتا ہے؟ حالانکہ شہادت اور خبر کے احکام میں فرق ہے۔ امام مسلمؒ اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:"والخبر إن فارق معناه معنى الشهادة فى بعض الوجوه فقد يجتمعان فى أعظم معانيها إذ كان خبر الفاسق غير مقبول عند أهل العلم كما أن شهادته مردودة عند جميعهم" (خبر بعض اعتبار سے اگرچہ گواہی سے جدا ہے لیکن دوسری بڑی وجوہ کے اعتبار سے خبر اور شہادت میں اتفاق ہے کیونکہ فاسق کی خبر علماء کے نزدیک غیر معتبر ہے جیسے اس کی شہادت بالاتفاق مردود ہے۔ (المسلم، مقدمة الصحيح، باب وجوب الرواية عن الثقات ، ص:۷)

علامہ جلال الدین السیوطی نے خبر اور شہادت کے اکیس وجوہ فرق ذکر کیے ہیں۔ دیکھئے: السیوطی، تدریب الراوی، ص:۱/۳۳۱

(۳۹) تفصیل کے لئے دیکھئے: البخاری، الجامع الصحیح، كتاب الشهادات، باب تعديل النساء بعضهن بعضا، حدیث نمبر۲۶۶۱، ص:۴۳۱، الصحیح، كتاب التوبة، باب فى حديث الإفك، حدیث نمبر ۷۰۲۰، ص:۱۲۰۵

(۴۰) ابوداؤد، سنن ابوداؤد، كتاب الصيام، **باب فى شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان،** حدیث نمبر ۲۳۴۰، ص:۳۴۱

(۴۱) البخاری، الجامع الصحیح، كتاب الأدب، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد والريب، حدیث نمبر ۶۰۵۴، ص:۱۰۵۷، **الصحيح، كتاب البر والصلة والاداب، باب مداراة من يتقى فحشه،** حدیث نمبر ۶۵۹۶، ص:۱۱۳۲، **كتاب حسن الخلق، باب ما جاء فى حسن**

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الخلق، حدیث نمبر ۴، ص: ۳۲۴

(۴۲) الکفایۃ، ص: ۸۳ (۴۳) ابن حجر، فتح الباری، ص: ۱۰/۳۷۳

(۴۴) جب انہیں ان کے شوہر ابو عمرو بن حفص نے طلاق دے دی تو آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو آپ نے فرمایا ''ان کے ذمہ تمہارا نان ونفقہ نہیں ہے'' اور آپ ﷺ نے انہیں عبداللہؓ بن اُم مکتوم کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتلانا چنانچہ جب عدت پوری ہوگئی تو حضرت فاطمہ بنت قیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ انہیں نے بتایا ''إن معاویة........''

(۴۵) الصحیح، کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، حدیث نمبر ۳۶۹۷، ص: ۶۳۹

(۴۶) ابن حنبل، المسند، ص: ۲/۵ (۴۷) الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص: ۱/۳

(۴۸) حضرت عمرؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا واقعہ اذن دیکھئے تذکرۃ الحفاظ، ص: ۱/۳

(۴۹) تذکرۃ الحفاظ، ص: ۱/۲ (۵۰) الوزیر ایمانی، الروض الباسم، ص: ۱/۱۰۲

(۵۱) الرازی، الجرح والتعدیل، ص: ۲۷ (۵۲) السخاوی، فتح المغیث، ص: ۲/۳۱۸

(۵۳) آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے تھے اور تابعی تھے۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص: ۵/ ۱۸۷، ابونعیم، حلیۃ الأولیاء، ص: ۲/۱۸۳، الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص: ۱/ ۹۶، الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ص: ۵/۵۳

(۵۴) ثقہ تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ۳۷ھ کو پیدا ہوئے۔ مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے تھے۔ احمد اور اسحاق بن راھویہ کے نزدیک سب سے صحیح ترین سند الزھری عن سالم عن ابیه ہے۔ ۱۰۷ھ کو وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ، ص: ۱/ ۸۸ ، ابن حجر، تھذیب التھذیب، ص: ۳/ ۴۳۶، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص: ۵/ ۱۹۵، الرازی، الجرح والتعدیل، ص: ۲/۱۸۴

(۵۵) آپ زین العابدین کے لقب سے مشہور تھے۔ ۳۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ ثقہ، عابد اور تقیہ تابعی تھے۔ حلم اور تقویٰ میں آپ ضرب المثل تھے۔ امام زھری کا بیان ہے: **"ما رأیت قرشیا أفضل من علی بن الحسین"** (میں نے علی بن الحسین سے افضل کوئی قریش میں نہیں دیکھا)۔ آپ ۹۴ھ کو فوت ہوئے۔ الطبقات الکبریٰ، ص: ۵/ ۱۵۶، تھذیب التھذیب، ص: ۷/ ۳۰۵، ابن خلکان، وفیات الأعیان، ص: ۳/ ۲۶۶۔

(۵۶) آپ ثقہ تابعی ہیں۔ ابن سعد کا بیان ہے: **"کان ثقة فقیها کثیر الحدیث"** آپ ثقہ، فقیہ اور کثیر حدیث والے تھے۔ آپ ۹۴ھ کو فوت ہوئے۔ الطبقات الکبریٰ، ص: ۵/ ۱۵۵، الذہبی، الکاشف،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ص:۳/۳۴۲، تھذیب التھذیب، ص:۱۲/۱۱۵، سیر أعلام النبلاء، ص:۴/ ۲۸۷

(۵۷) آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی جلیل القدر ثقہ تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ فقہاء عشرہ اور فقہاء سبعہ میں سے تھے جن پر فتویٰ کا دارومدار تھا۔ ۹۴ھ کو فوت ہوئے۔ البخاری، التاریخ الکبیر، ص:۳/ ۳۸۵، الجرح والتعدیل، ص:۲/ ۳۱۹، تھذیب التھذیب، ص: ۷/ ۲۳، التقریب، ص:۱/ ۵۳۵

(۵۸) آپ کی کنیت ابوزید تھی۔ ۲۹ھ کو پیدا ہوئے۔ مدینہ کے فقہا سبعہ میں سے تھے۔ ابن حبان نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے جبکہ امام احمد اور امام الدارقطنی نے آپ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ آپ ۹۹ھ کو فوت ہوئے۔ البخاری، التاریخ الکبیر، ص:۲/ ۲۰۴، الرازی، الجرح والتعدیل، ص:۱/ ۳۷۴، الذہبی، میزان الاعتدال، ص:۱/ ۶۲۵، ابن حجر، تھذیب التھذیب، ص:۳/ ۷۶

(۵۹) آپ فقہاء سبعہ میں سے تھے۔ ابن سعد کا قول ہے: "**کان ثقة فقيها عالما عاقلا عاليا سخيا كثيرا الحديث**" آپ ثقہ، فقیہ، عالم، عاقل اور کثیر حدیث والے تھے۔ الطبقات الکبریٰ، ص: ۵/ ۲۰۷، الجرح والتعدیل، ص:۴/ ۳۳۷، تھذیب التھذیب، ص:۱۲/ ۳۰، التقریب، ص:۲/ ۳۹۸

(۶۰) آپ کی کنیت ابوایوب ہے۔ ۳۴ھ کو پیدا ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کا شمار مدینہ کے سات فقہاء میں سے ہوتا ہے۔ ثقہ، فقیہ اور کثیر حدیث والے تھے۔ ۱۰۷ھ کو وفات پائی۔ ابن خلکان، وفیات الأعیان، ص:۲/ ۳۳۳، تھذیب التھذیب، ص:۴/ ۲۲۸، التقریب، ص:۱/ ۲۱

(۶۱) ابن حبان، المجروحین، ص:۱/ ۳۸

(۶۲) مقدمۃ الصحیح، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء، حدیث نمبر ۲۵، ص: ۱۰

(۶۳) مقدمۃ الصحیح، حدیث نمبر ۲۴، ص: ۱۰　(۶۴) مقدمۃ الصحیح، حدیث نمبر ۲۷، ص: ۱۱

(۶۵) الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص:۱/ ۸۲　(۶۶) المسلم، مقدمۃ الصحیح، حدیث نمبر ۲۶، ص: ۱۰

(۶۷) المسلم، مقدمۃ الصحیح، حدیث نمبر ۴۴، ص: ۱۳

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com